AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 4 (July-September 2025)

تفسیر مظہری: برصغیر کی تفسیری روایت میں ایک علمی و فکری میراث

Tafsir Mazhari: An Intellectual and Exegetical Legacy in the South Asian Tafsir Tradition

Dr. Peree Gul Tareen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women University Quetta Balochistan, drpareegulltareen@gmail.com

Mufti Abdul Tahir
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, muftitahirdurrani@gmail.com

Abstract

Tafsir Mazhari, authored by Qadi Thanaullah Panipati (d. 1225 AH/1810 CE), stands as one of the most significant works of Qur'anic exegesis produced in South Asia. This paper explores Tafsir Mazhari as an intellectual and exegetical legacy within the broader tafsir tradition of the region. The study highlights the exegete's balanced methodology, which integrates classical sources such as Qur'anic intertextuality, Prophetic traditions, reports of the Companions, and consensus of scholars, while also engaging with jurisprudential reasoning, linguistic analysis, and Sufi thought. Distinctive features of this tafsir include its clarity of expression, reliance on authentic hadith, extensive discussion of Hanafi jurisprudence, incorporation of linguistic and grammatical insights, and attention to variant Qur'anic readings. The work also demonstrates methodological moderation, avoiding unnecessary polemics while presenting comparative perspectives of different schools of thought. Despite occasional reliance on weak narrations and inclusion of Isra'iliyyat, the tafsir remains a highly influential scholarly contribution. By situating Tafsir Mazhari within the intellectual history of South Asia, this paper argues that it not only reflects the exegetical principles of its time but also continues to serve as a valuable resource for understanding the intersection of law, theology, spirituality, and linguistic inquiry in the Qur'anic tradition.

Keywords: Tafsir Mazhari, Qadi Thanaullah Panipati, Qur'anic exegesis, Hanafi jurisprudence, South Asian intellectual tradition, spirituality, linguistic analysis

تمہید

قرآن مجید کی تفہیم اور اس کی تشریح ہمیشہ سے مسلم علماء اور مفسرین کی بنیادی علمی کاوشوں میں شامل رہی ہے۔ برصغیر کی علمی و دینی تاریخ میں جہاں فقہ، حدیث اور تصوف کی عظیم روایتیں ملتی ہیں، وہیں علمِ تفسیر نے بھی اپنی ایک منفرد اور ہمہ جہت پہچان قائم کی۔ اس تناظر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (وفات: 1225ھ / 1810ء) کی تصنیف تفسیر مظہری کو خاص مقام حاصل ہے، جو نہ صرف برصغیر کی علمی روایت کا قیمتی اثاثہ ہے بلکہ عالمِ اسلام کی تفسیری ذخیرہ میں بھی اسے بلند مرتبہ حاصل ہے۔ تفسیر مظہری کی خصوصیات میں سادگیِ اسلوب، وضاحتِ بیان، احادیث کی کثرت، فقہی بصیرت خصوصاً حنفی نقطۂ نظر کی توضیح، قراءت کے علوم، لغوی و نحوی تحقیق، اور صوفیانہ افکار کی جھلک نمایاں ہیں۔ قاضی پانی پتیؒ نے قرآنی آیات کی تشریح میں حدیثِ نبویؐ کو بنیادی حیثیت دی اور ساتھ ہی ساتھ مختلف مکاتبِ فکر کے دلائل کو سامنے رکھ کر علمی اعتدال اور توازن کا مظاہرہ کیا۔ یہ تفسیر ایک طرف روایتِ سلف کی پاسداری کرتی ہے تو دوسری جانب اجتہادی بصیرت اور فکری وسعت کی غماز ہے۔ برصغیر میں علمی و فکری تحریکات بالخصوص شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے تلامذہ کے افکار نے اس تفسیر پر گہرا اثر ڈالا۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری میں روایت و درایت، نقل و عقل، اور فقہ و تصوف کا حسین امتزاج دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ اس میں بعض ضعیف روایات اور اسرائیلیات کا ذکر بھی ملتا ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ تفسیر اپنے علمی وزن اور فکری گہرائی کی بدولت برصغیر کی تفسیری روایت کا ایک درخشاں باب ہے۔ اس مقالے میں تفسیر مظہری کے علمی و تفسیری پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا، اس کی خصوصیات کو نمایاں کیا جائے گا اور اسے برصغیر کے فکری و تفسیری ورثے کے پس منظر میں ایک علمی میراث کے طور پر متعارف کرایا جائے گا۔

تفسیر مظہری کا تعارف:

یہ تفسیر چونکہ عربی زبان میں لکھی گئی تھی اردو دان طبقہ کے لیے اس سے استفادہ مشکل تھا چنانچہ ندوۃ المصنفین حضرت مولانا سید عبد الدائم جیلانی رحمہ اللہ علیہ نے نہ صرف اس تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ کیا بلکہ مفید اضافہ جات بھی درج کر دیے۔

OPEN ACCESS
CC BY

تفسیر مظہری کی تصنیف کا آغاز ۱۷۸۲ء میں ہوا اور اختتام ۱۷۹۳ء کو ہوا اس طرح مجموعی طور پر کوئی تیرہ سال اس کی تصنیف میں صرف ہوئے۔ مولوی نعیم اللہ بہرائچی تفسیر کے آغاز کے بارے میں لکھتے ہیں: تفسیر کا آغاز قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے محرم ۱۱۹ھ کے بعد کیا۔ 1

فاضل مفسر نے ابتداً تفسیر کی آخری جلد (موجودہ ترتیب کے لحاظ سے جلد نہم دہم) تصنیف کی تھی تفسیر قرآن کا آغاز سورۃ القارعہ کے بجائے سورۃ الفتح سے کیا قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے شروع میں جو جلد مرتب فرمائی اسے پہلے مرتب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس جلد کا مطالعہ پہلے ختم کر لیا جائے تا کہ مدنی دور کے اسباب و عواقب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں اور ان سے صحیح نتائج کا حصول مناسب حد تک بہتر بنایا جا سکے، ڈاکٹر محمود الحسن تذکرہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ میں بیان کرتے ہیں کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے تفسیر کا نام کیوں رکھا تھا۔

> "قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس تفسیر کو اپنے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاں رحمہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا اس لئے اس کا نام تفسیر مظہری رکھا۔ اس میں قدیم مفسرین کے اقوال اور جدید تاویلات اور فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ چار ہزار سے کچھ زائد صفحات اور دس مجلات پر مشتمل اس تفسیر کا شمار عربی زبان کی بلند پایہ تفاسیر میں ہوتا ہے۔ ابتدائی طور پر یہ تفسیر پانچ جلدوں میں لکھی گئی جو کافی ضخیم تھیں بعد میں قرآن مجید کے منازل سبعہ کی مناسبت سے سات جلدوں میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح جب اس کی اشاعت ہوئی تو اس کی جلدوں کو چھوٹا بنا دیا گیا پانچ کے بجائے کل دس جلدیں بنا دی گئیں۔ اردو زبان میں ترجمہ ہوا تو حجم اور بڑھ گیا۔ اردو ترجمے کی کل چودہ جلدیں بنائی گئیں اور بعض ایڈیشن سات جلدوں میں بھی ہیں۔ بحر حال عربی طباعت میں جلدوں اور ضخامت کی تعداد حسب ذیل ہیں۔" 2

یہاں جلد نمبر، سورتوں کے نام اور تعداد صفحات کو بیان کیا جاتا ہے اس کی تفصیل یوں ہے:

جلد اول:	سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ صفحات: ۴۴۸
جلد دوئم:	سورۃ ال عمران، سورۃ النساء صفحات: ۶۸۶
جلد سوئم:	سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام، سورۃ اعراف صفحات: ۴۵۶
جلد چہارم:	سورۃ الانفال، سورۃ توبہ صفحات: ۳۴۰
جلد پنجم:	سورۃ یونس تا سورۃ بنی اسرائیل صفحات: ۵۰۴
جلد ششم:	سورۃ الکہف تا سورۃ نور صفحات: ۵۷۰
جلد ہفتم:	سورۃ الفرقان تا سورۃ الاحزاب صفحات: ۳۹۶
جلد ہشتم:	سورۃ السباء تا سورۃ محمدؐ صفحات: ۴۴۹
جلد نہم:	سورۃ الفتح تا سورۃ التحریم صفحات: ۴۴۸

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کے علمی مقام کا اندازہ ان کی تصانیفات کی فہرست پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہو سکتا ہے اُنہوں نے پینتالیس کے قریب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں تفسیر مظہری جیسی بلند پایہ تفسیر بھی شامل ہے۔ قاضی صاحب کی مایہ ناز تصنیف تفسیر مظہری ہے یہ مطبوع اور قلمی دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ ذیل میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کی تفسیر مظہری کی خصوصیات ذکر کئے جاتے ہیں:

تفسیر مظہری کی خصوصیات:

برصغیر کے علماء اسلام نے قرآن کریم کی جو تفاسیر لکھی ہیں ان میں سے ایک "التفسیر المظہری" ہے، مولف تفسیر کا اسلوب نگارش بہت سادہ اور بے تکلفانہ ہے قاضی صاحب نے بنیادی طور پر ایک حنفی فقیہ ہے اس لیے وہ قرآنی ایات سے فقہی مسائل اور شرعی احکام کا استنباط بھی خوب کرتے ہیں ان کی تفسیر میں فقہ کے بے شمار مسائل بکھرے پڑے ہیں۔ اگر انہیں جمع کیا جائے تو ایک اچھی خاصی کتاب الفتاویٰ مرتب ہو سکتی ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وہی طرز اختیار فرمایا ہے جو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے "تفسیر در منثور" میں اختیار فرمایا ہے جو سلف صالحین کی روایت ہے۔ ہر آیت کے مضمون کو احادیث نبویہ ﷺ اور اقوالسلف سے واضح فرماتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ مسلک کے اعتبار سے احناف و شوافع وغیرہ کے نظریاتی اختلاف بھی واضح فرماتے ہیں یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ احناف کا اس سلسلہ میں کیا مقام ہے اور اس طور تفسیر کی افادیت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے، اس تفسیر میں قاضی صاحب نے قرآن پاک کی آیات کی تشریح قرآنی آیات اور زیادہ تر احادیث نبوی ﷺ کو بنیاد بنا کر کی گئی ہے اس لحاظ سے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ تفسیر مظہری کا انداز محدثانہ ہے قاضی صاحبؒ محدثانہ عقل کے مالک تھے اسی وجہ سے تفسیر بیان کرنے کی مدار بڑی حد تک احادیث و آثار پر رکھا۔

OPEN ACCESS

CC BY

تفسیر مظہری میں اسباب نزول کی روایات بکثرت نقل کی گئی ہے لیکن اکثر اُنہیں بلا جرح وتعدیل کے درج کیا گیا ہے قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ کو انحضرت ﷺ سے والہانہ محبت تھی اسی لیے وہ ہر شعبہ بحث میں آحضرتؐ کے بے لوث اطاعت کے جذبے سے سر شار نظر آتے ہیں تفسیر مظہری میں متعدد مقامات پر نبی ﷺ سے محبت کے جز ایمان ہونے کی صراحت کی ہے یہ تفسیر حنفی مذہب کے مطابق لکھی گئی ہے اس کے فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے تفسیر مظہری میں عارفانہ مباحث بھی درج کئے گیے ہیں:

اس کے علاوہ مزید بھی خصوصیات بیان ہوئے ہیں:

۱۔امت نے جن قرأت عشرہ کی صحت وثقاہت پر اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے تفسیر مظہری میں زیادہ تر یہی قرائتیں زیر بحث لائی گئی ہیں اور قرأت کے ذریعے معانی والفاظ ومفرداتِ قرآن میں وسعت اور عمومیت پیدا کرنے کا کام بھی لیا گیا ہے

۲۔لغت نگاری کے سلسلے میں حضرت قاضی صاحب نے کتب تفسیر کے علاوہ خاس س فن کی کتابوں کو بھی پیش نظر رکھا ہے اس سلسلے میں ابن الاثیر الجزری کی النہایہ، الجوہری کی الصحاح اور الفیروزابادی کے قاموس سے بکثرت استفادہ کیا گیا ہے۔

۳۔نحوی مباحث کے سلسلے میں تفسیر مظہری کا اسلوب میانہ روی اور اعتدال پسندی کا بہترین مظہر ہے، قرآن حکیم کے صرف اور ضروری حصوں کی نحوی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں خواہ مخواہ کے لا طائل مباحث نہیں پیدا کیے گیے۔

۴۔قاضی پانی پتی رحمہ اللہ علیہ جب ایات کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہیں تو اکثر ایسے الفاظ وکلمات کا انتخاب فرماتے ہیں جو آسان اور سلیس ہوتے ہیں تاکہ قاری کے لیے زیر بحث آیات کا سمجھنا سہل ہو سکے۔

۵۔اوراق تفسیر میں آیات ومضامین کے درمیان خوب ربط وتعلق پیدا کرتے ہیں اس طرح سورتوں کے مابین بھی ربط وتعلق کو واضح کرتے ہیں۔

۶۔اسباب نزول کی روایات بکثرت نقل کی گئی ہیں لیکن اکثر انہیں بلا جرح وتعدیل کے درج نہیں کیا گیا، بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی گئی، وہاں اس نوع کی نہایت سختی کے ساتھ تعقیب کی گئی ہے۔البتہ ہر جگہ اس کا التزام بھی غیر ضروری سمجھا گیا ہے، تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی میں ان کی ایک یہ خصوصیت ذکر ہیں:

> "فقہی مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے اور مسائل فقہ کی تحریر وترتیب کے لیے خاص مجتہدانہ انداز تحریر اپنایا گیا ہے فاضل مفسر مسائل (جزئیات) پر ہی گفتگو اور بحث نہیں فرماتے بلکہ مسائل فقہ کے طریقہ ہائے استنباط پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔"3

تفسیر مظہری نہ صرف دولت سے مالا مال ہے بلکہ اس میں علم کا سب سے زیادہ وسعت اور عمومیت کے ساتھ استعمال ہوا ہے محمد تقی عثمانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تفسیر مظہری علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصنیف ہے اور اُنہوں نے اپنے شیخ مرزا مظہرؒ کے نام پر اس تفسیر کا نام "تفسیر مظہری" رکھا ہے۔ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لیے نہایت مفید۔اُنہوں نے الفاظ قرآنی کی تشریح کے ساتھ متعلقہ روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان بھٹک کر روایات لینے کی کوشش کی ہے۔" 4

ڈاکٹر زبید احمد اس تفسیر کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "قرآن پاک کی یہ تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ نے لکھی اور اس کا نام اپنے مرشد مرزا مظہر جان جاناں کے نام پر رکھا، قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ علیہ مشہور عالم تھے، شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ علیہ ان کو بیہقی ہند کہا کرتے تھے۔اس تفسیر میں حنفی نقطہ نظر کو ملحوظ رکھا گیا۔" 5

خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر مظہری کی خصوصیات میں سے یہ ہیں کہ یہ ایک قابل اعتماد تفسیر ہے اس کا رنگ محدثانہ ہے اور حنفی مسلک کے مطابق ہے، یہ تفسیر دس جلدوں میں مکمل ہوئی ہے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے اروار دو ترجمہ مولانا عبد الدائم جلالی رامپوری نے کیا ہے جو ایک بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مترجم بھی ہیں ان کے علاوہ کچھ خصوصیات یہ ہیں:

فقہ واصول فقہ کا ذخیرہ:

تفسیر مظہری دنیائے اسلام کی ان معدود تفاسیر میں شامل ہے تفسیر کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ کی معلومات سے مالا مال ہیں۔فاضل مفسر قرآن وسنت اور اجماع کے نصوص قطعیہ کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔پھر نصوص میں دلالت کیا عتبار سے جو فرق ہے اس کا بھی ذکر کرتے ہیں، چنانچہ نص کی چاروں اقسام عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص اور اس سے استدلال کرتے ہیں اور اپنی بحث کو مدلل بناتے ہیں۔

CC BY

مسائل واحکام کے جزوی اور فروعی بحثیں موجود ہیں جہاں کہیں کوئی اہم مسلہ زیر بحث آیا تو اصولی بحث کی جب کہ عام فقہی آیات کے تحت مسائل کی جو توضیح کی گئی ہے۔ وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں اصولی مباحث سے کہیں زیادہ ہے۔ پھر یہ مسائل انہی آیات کے تحت زیر بحث لائے گئے جہاں اخذ واستنباط کے لحاظ سے انھیں موزوں سمجھا گیا اس طرح مجتہدانہ اسلوب نظر پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے۔

فاضل مفسر نے فقہی ابواب کا ایک حصہ صحابہ کرام رحمہ اللہ علیہ، تابعین رحمہ اللہ علیہ اور تبع تابعین رحمہ اللہ علیہ کے فقہی اقوال و آثار پر مشتمل کیا ہے ان کے فقہی آراء سے سالک کی تائید کا کام لیا گیا ہے۔ یہ فقہی آراء اس موضوع پر مفید اور قابل قدر اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں ین کے مطالعے سے فقہی اقوال کے تدریجی ارتقاء کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس سے تفسیر مظہری کے فقہی ابواب کی قدر وقیمت میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ فقہی مسائل میں اجتہادی بصیرت رکھتے تھے۔ وہ اختلافی مسائل میں جمع بین المسالک کے مؤقف کو زیادہ پسند فرماتے تھے موجودہ دور میں ایک اعتراض ہے یہ بھی کیا جاتا ہے علماء پر کہ کسی بھی دور میں اجتہاد کو پزیرائی حاصل نہ ہو سکی، مطلب فقیہ پیدا ہوئے مگر مجتہد پیدا نہ ہوئے قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ کے احوال و کوائف سے اس اعتراض کی بھرپور تردید ہوتی ہے۔ تفسیر مظہری قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کی وہ تفسیر ہے جسے اس فاضل مفسر نے تقریباً تیرہ برس کی مدت میں وسیع مطالعہ، گہرے غور و فکر اور انتہائی تدبر فی القرآن کے بعد قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

لغت نگاری کا اسلوب:

لغت نگاری میں تفسیر مظہری کا اسلوب اس فن کے اعلی ترین کتابوں کے مشابہ ہے۔ تفسیر مظہری کے اندر کتب لغات میں سے ابن الاثیر الجزری سے نسبتاً زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں ایک اور امتیازی طوبی یہ ہے کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ لغت عربی میں مہارت اور وسعت مطالعہ سے ایسے لطائف و نکات پاش کرتے ہیں جو کہ بہت کم تفاسیر میں نظر آتے ہیں۔ اسی اثنا میں قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ سب سے پہلے قرآن پاک کے الفاظ کے معنی قرآن پاک ہی ک دوسرے الفاظ سے کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر لغت نگاری کے قدیم اسلوب کا بھی مظاہرہ کیا ہے قدیم لغت نگاروں کے طریقہ کے مطابق آپ رحمہ اللہ علیہ بقدر ضرورت قدیم محاورات ضرب الشال اور قدیم شعراء کے کلام استشہاد کرتے ہیں ہر لغوی مسلے کا گہرائی میں جا کر حل پیش کیا۔ لغت نگاری کا انداز بہت سے تفسیر مثلاً تفسیر الزمخشری، تفسیر البیضاوی اور تفسیر الاحکام الا قرآن کے مشابہ ہیں قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مفردات القرآن کے معانی اس طرح واضح کر دیے ہیں کہ قاری کو نہ صرف یہ کہ لغات قرآن پر عبور حاصل ہو جائے بلکہ وہ اعجاز بلاغت قرآن کا منظر اپنی سمجھ سے محسوس کر سکے۔ تفسیر مظہری کا اسلوب میانہ روی اور اعتدال پسندی کا بہترین مظہر ہے۔ اس تفسیر میں قرآن حکیم کے صرف اہم اور ضروری حصوں کی نحوی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں خواہ مخواہ کے لاحاصل مباحث نہیں پیدا کئے گئے ہیں قاضی صاحب جب آیات کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہیں تو اکثر ایسے الفاظ کلمات کا انتخاب فرماتے ہیں جو آسان اور سلیس ہوتے ہیں تا کہ قاری کے لئے زیر بحث آیات کا سمجھنا سہل ہو سکے قاضی صاحب نے مسائل فقہ کی ترکیب کے لئے خالص مجتہدانہ انداز اختیار کیا ہے۔

علوم القرآت:

تفسیر مظہری میں علوم القرآت کی بھی مفصل مباحث ملتی ہیں، قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مشہور قاریوں کی نہ صرف قرآت کو بیان کیا بلکہ ان کے اصولوں اور قواعد پر بھی روشنی ڈالی ہے قاضی صاحب اپنی اپنی تفسیر میں اشتقاقی مباحث بھی سیر حاصل بحث کرتے ہیں تفسیر مظہری روایات کے ساتھ ساتھ فقہ اور اصول فقہ کا خزینہ ہے اس میں ہر موضوع پر نہایت مفصل بحث کی گئی ہے جس سے نہ صرف اور اصول فقہ پر معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس سے خود کاری میں بھی تفقہ اور اجتہاد کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں تاریخ اسلام سیرت اور انحضرت محمد ﷺ مغازی پر بھی نہایت قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہے جو تفسیر کی بہت کم کتابوں میں اسطرح یکجاء طور پر دستیاب ہو سکتے ہیں قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں موضعت کا رنگ پیدا کرنے کے لئے امثال قرآن کو بہت بہتر انداز میں پیش کیا اور صوفیانہ، تشریحات و توضعات کا بھی بہت بڑا مخزن ہے قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے کلام اور فلسفہ سے تعلق رکھنے والے بعض مسائل پر بھی بحث کی ہے تفسیر مظہری اپنے عہد کیا نتہائی مفید اور اہم کتاب ہے۔

تفسیر مظہری کے بارے میں علمائے کرام کی آراء:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کے تفسیر مظہری کے متعلق مختلف علماء کرام کے آراء حسب ذیل ہیں جس کی وجہ سے تفسیر کی بلند پایہ گی مزید نمایاں ہوتی ہے چناچہ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ تفسیر فرمائے زمانہ مفسرین کے اقوال اور تاویلات جدیدہ کے جامع ہے۔6

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ”میں نے جتنی تفاسیر دیکھی ہیں اور الحمدللہ کہ بیان القرآن لکھنے کی ضرورت سے بکثرت دیکھی ہیں، تفسیر مظہری کے رنگ میں ایک بھی نظر سے نہیں گزری، خصوصاً احادیث اور مذاہب اور ان کے دلائل کی تحقیق میں تو واقعی یہ عدیل ہے میری تھوڑی سی عمر تھی یہ میرے مطالعے میں آئی۔“7

صاحب بذل المجہود، مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

cc BY

”حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کی تفسیر مظہری مسلک حنفیہ میں بے نظیر ہے اہل علم کے لیے تو ضروری ہے خصوصاً متوسط الاستعداد لوگ بھی اس کو اپنے پاس رکھے اور عوام بھی س کے ترجمے سے اٹھائیں۔“ 8

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب رحمہ اللہ علیہ تفسیر مظہری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لیے نہایت مفید اور جامع ہے اُنہوں نے الفاظ قرآنی کی تشریح کے ساتھ متعلقہ روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک کر روایات لینے کی کوشش کی ہے۔“9

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ علیہ اس تفسیر سے متعلق یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

”حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ کے شاگردوں میں محقق علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ ہیں جن کی تفسیر عربی زبان میں تفسیر مظہری کے نام سے معروف ہے۔ مضامین قرآن مذاہب فقہ کی تحقیق و تفصیل اور ان کے دلائل کے لئے بے نظیر تفسیر ہے۔ اہل علم اس تفسیر کے علوم و فنون سے تشنہ تھے الحمد اللہ اب کامل تفسیر طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔“10

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے ایک جامع تفسیر عربی زبان میں لکھی جس کا نام اپنے شیخ کی نسبت سے تفسیر مظہری رکھا جو سات جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے۔“11

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں:

تفسیر مظہری اہل مدح کی تعریف کی محتاج نہیں۔12

مولانا بہرائچی صاحب اس تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

”تفسیر مظہری عربی زبان میں ایک بہترین تصنیف ہے جس کی خوبی کا اندازہ تمام متقدمین اور متاخرین کی مطول و متاخر تفاسیر کے مطالعہ کے بعد آپ کی خاص تاویل دیکھنے سے کیا جا سکتا ہے۔“13

قاضی صاحب نے اپنی کتاب میں باقاعدہ مقدمہ نہیں لکھا ہے اس لئے ان کا اصول جاننے کے لئے باقاعدہ کوئی ذریعہ موجود نہیں مگر تفسیر کے اندر بہت ہی جگہوں پر اصول کار خود ہی واضح کر کے یہ مشکل آسان کر دی ہے، قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ اور ان کے تصانیف سے بے حد متاثر تھے خصوصاً الفوز الکبیر سے۔ قاضی صاحب نے دور طالب علمی میں اس تصنیف کا مطالعہ کیا فراغت کے بعد علم اصول تفسیر کی یہ کتاب ان زیر مطالعہ رہی اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ اس تصنیف میں پیش کئے گئے اصولوں کی مطابق علم تفسیر پر پہلی کتاب تفسیر مظہری لکھی گئی، مثلاً شاہ صاحب نے الفوز الکبیر میں ایک یہ اصول ذکر فرمائی ہے:

الحکم لعموم اللفظ لا لخصوص المواد۔

”اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص مورد کا۔“14

تفسیر مظہری اگر چہ فن حدیث کی کتاب نہیں ہے اور نہ خاص طور پر اس موضوع سے متعلق ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ تفسیر نہ صرف دولت حدیث سے مالا مال ہے بلکہ اس میں علم کا سب سے زیادہ وسعت اور عمومیت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اسی علم سے تفسیر میں قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے فقہ اصول فقہ، اجتہاد، تاریخ، سیر، علم کلام اور علم تصوف وغیرہ کے مسائل کی ترتیب و تدوین کی یعنی ہر موضوع کی بحث اس میں ملتی ہے۔ مگر تفسیر مظہری کا اسرائیلیات کی مثبت رویہ ان تینوں سے زیادہ محتاط ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ تفسیر مظہری تفسیر بالمفقود کی دنیا میں اسرائیلیات کے خلاف ردعمل میں ترجمہ: اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ خصوص مورد کا حسین منظر ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں اس کی متابعت کرتے ہوئے قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر یہ اصول استعمال کیا ہے۔

شاہ صاحب الفوز الکبیر میں حسب ذیل سات قسم کی تفسیروں کا تذکرہ فرماتے ہیں تفسیر محدثین، تفسیر متکلمین، تفسیر فقہاء، تفسیر النحاۃ اللغویین، تفسیر الادباء، تفسیر القراء، تفسیر الصوفیین، چنانچہ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے بھی شاہ صاحب کی متابعت کرتے ہوئے تفسیر مظہری میں ان ہی سات قسم کی تفسیروں کو جمع کر کے اپنی تفسیر کو ان کا جامع بنا دیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اسرائیلیات پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور تفسیر مظہری میں بڑی حد تک پابندی پائی جاتی ہے اسی بناء پر یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ جس طرح ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ نے اپنے استاد علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کے اصولوں کے مطابق تفسیر لکھی ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر مظہری میں بیک وقت متعدد مکاتب فکر کے خیالات کا تاثر پایا جاتا ہے اور بعض جگہوں پر آپ آیات کی تاویل اپنی فکر نگاہ سے وسیع کرتے ہیں یعنی تفسیر بالرائے الجائز کا بھی عنصر پایا جاتا ہے، فقہی مسئلے میں آیات کی تفسیر میں قدیم و جدید مسالک فقہ کا تجزیہ کیا کرتے ہیں اور اس کی اختتام پر متداول کتب و دلائل حدیث کی روشنی میں رجح کی تعیین و تحدید کرتے ہیں۔ اور جہاں تصنیف کے بارے میں آیات مبارکہ ہیں ان کی تشریح و توضیح کرت ہیں۔

cc BY

تکمیل تفسیر:

یہ تفسیر فاضل مفسر کی حیات طیبہ کے اس دور میں مکمل ہوئی، جب کہ اس کا عالمی و روحانی صلاحیتیں پختہ اور مستحکم ہو چکی تھیں۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک وہ ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں اپنا عظیم تصنیفی و علمی ذخیرہ مرتب کر چکے تھے۔ وہ طویل مدت سے ہندوستان کی سطح پر بالعموم پیدا کرنے والے حوادث وانقلابات کا قریب رہ کر مطالعے کر رہے تھے۔ پھر سالا سال تک پانی پت کی مسند وقضا پر فائز رہیں جس کے فرائض کے بجا آوری کے دوران ان کو فقہ حدیث اور دیگر علوم اسلامیہ کا بکثرت مطالعہ کرنے کا موقع ملا تھا اس منصب کے باعث ان میں حد درجے قوت فیصلہ پیدا ہو چکی تھی۔ تفسیر مظہری ان کی آخری عظیم الشان تصنیف تھی اس کے بود انہوں نے چھوٹے موٹے رسائل لکھے مگر کوئی بڑی کتاب تصنیف نہ کر سکے، قاضی صاحب تفسیر مظہری میں بیان کرتے ہیں:

"قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اسرائیلی مرویات کو ناقابل اعتماد قرار دے دیا تفسیر مظہری میں جہاں اسرائیلیات کے بے جا عمل دخل کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے اور بہت سے واقعات کو بے ضرر سمجھتے ہوئے شامل تفسیر بھی کر لیا گیا ہے اس لحاظ اس تفسیر کو مکمل طور پر اسرائیلیات سے پاک بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔"15

ابتداً تفسیر مظہری کی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ اس میں واقعات اور روایات کو اکثر تنقیدی نظروں سے پیش کیا گیا اس لیے خود پڑھنے والا بھی واقعات کے انداز بیان میں مخفی مطالب کو محسوس کیے بغیر رہ سکتا تفسیر مظہری کا ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تصوف کے بارے میں مباحث ہیں اس خصوصیت کی بنا پر یہ تفسیر نہ صرف میں بلکہ عام اسلام میں ممتاز ہیں۔ تفسیر مظہری میں تغیر اشاری کے اصول کی بھی پابندی کی گئی ہے تفسیر مظہری میں تفسیر اشاری کی تائید کے لیے بکثرت قرآن وسنت اور اثار صحابہ و تابعین سے استشہاد کیا ہے تفسیر مظہری میں صوفیانہ تاویلات پیش کی گئی ہیں وہ اس معیار پر بھی پورا اترتی ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے ہر جگہ اپنی تاویلات کا عقل و نقل دونوں سے ہم اہنگ ہونا ثابت کیا اس تفسیر کی مکمل دریافت میں جو سب سے خوشگوار اور خوش آئند پہلو نکلا وہ یہ ہے کہ اس کو اہم ترین کتب معارف کے علاوہ خاص کتب تفاسیر میں بطور بنیادی ماخذ کے شامل کیا جانے لگا ہے۔ اتنی خوبیوں کے باوجود انسان کے ہر کاوش میں بھول چوک کا احتمال ہوتا ہے۔ اس میں پس منظر میں جب ہم تفسیر مظہری پر نظر ڈالتے ہیں تو ان تمام خوبیوں اور اچائیوں کے باوجود اس میں چند تسامحات بھی ہیں مثال کے طور پر تفسیر مظہری کا ایک خوبصورت پہلو یہ ہے اس میں گرامی قدر مولف نے علم حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اسرائیلیات کا بھی متعدد حصہ اس میں شامل ہو گیا اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب نے اسرائیلی روایات کو کافی محطاط ہو کر قبول کیا ہے مگر روایات پرستی کے جذبے میں غلو ہو گیا اس میں بعض ضعیف اور بے سرو پا روایات بھی آئیں علم تصوف میں بھی ہمارے اس محترم مفسر سے اپنی تمام تر علمی اور فکری صلاحیتوں کے باوجود کچھ تسامحات ہوئے ہیں مگر ان کے باوجود تفسیر مظہری برصغیر پاک وہند کا عظیم ترین تفسیری شاہکار ہے۔

تفسیر مظہری کے مصادر وماخذ:

تفسیر مظہری پر اپنی گفتگو کو آگے بڑھانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصادر وماخذ پر ایک نظر ڈال لی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ قاضی صاحب نے اس کی تحریر و تصنیف میں کتنی عرق ریزی سے کام لیا تھا اور ان کت مطالعے کی حدود کیا ہے۔

اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ فاضل مفسر نے اپنے زمانے تک کی تمام دستیاب کتابوں سے استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری جامعیت اور کاملیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ کسی کتاب کے ماخذ و مصادر معلوم کرنے کے دو طریقے اس میں سے اپنی تفسیر میں استعمال کیا ہے ہوتے ہیں اول یہ کہ خود مصنف نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہو، ان پر ہی انحصار کیا جائے اور دوم یہ کہ قیاس استقرائی کے ذریعے اس کے ماخذ و مصادر کا متنِ کتاب سے کھوج لگایا جائے۔

چونکہ قاضی صاحب نے زیادہ تر مقامات پر خود ہی متعلقہ مصادر وماخذ کی نشاندہی فرمادی ہے اس لیے ہمیں ان کی تلاش میں موخر الذکر طریقہ کچھ زیادہ استعمال نہیں کرنا پڑا البتہ چونکہ قاضی صاحب نے پرانے بزرگوں کے طریقے کے مطابق کسی جگہ محض کتاب کا اور کسی جگہ محض مصنف کا تذکرہ کیا ہے اس لئے ہم نے دستیاب کتب سیر و تزکرہ کی مدد سے ان مصنفین کے پورے نام اور ان کے مختصر تراجم کا حواشی میں ذکر کر دیا ہے تاکہ ان کی شخصیات کا مطالعہ کرنے میں آسانی اور سہولت ہو سکے۔ ان کی ترتیب زیادہ تر مصنفین کے ناموں کی ہجائی ترتیب کے مطابق رکھی گئی ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ نے جن مصادر سے کام لیا ہے۔ ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:۔

القرآن:

تفسیر کا بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید تقریباً ۲۳ سال کے عرصے میں رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن کا نام اس وحی الہیٰ میں تکرار کے ساتھ آیا ہے۔ قرآن مجید میں تمام واقعات کے بارے میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں قرآن کی آیات ذکر کئے ہیں۔

تفسیر طبری:

جامع البیان فی تاویل القرآن جو تفسیر طبری کے نام سے معروف ہے قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جسے ابن جریر طبری نے تصنیف کیا ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس کو اپنی تفسیر میں بطور مصدر استعمال کیا ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

صحیح مسلم:

حافظ مسلم بن الحجاج القشیری کی تصنیف ہے آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ امام صاحب کی پیدائش 204ھ میں علم حدیث کی تحصیل کے لیے مجاز، عراق، شام، مصر اور دوسرے بلاد اسلامیہ کا سفر کیا ہے امام مسلم نے امام نے امام بخاری کی طرح کتاب کو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ قاضی صاحبؒ نے اس کو بطور مصدر استعمال کیا ہے۔

صحیح بخاری:

صحیح بخاری محمد بن اسماعیل کا مرتب کردہ شہرہ آفاق مجوعہ احادیث ہے جو صحاح ستہ کی چھ مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔ اکثر سنی مسلمانوں کی نزدیک یہ مجموعہ احادیث روئے زمین پر قرآن کے بعد سب سے مستند کتاب ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس کو بھی بطور مصدر استعمال کیا ہے۔

سنن ابو داود:

سنن ابو داود کے مولف ابو سلیمان بن الاشعث سجستانی ہیں۔ آپ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے سنن ابو داود کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے امام ابو داود کے مسلک کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن امام داود کے سنن کے مطالعے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام داود حنبلی مسلک کے تھے قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس کتاب سے افادیت کے حوالے لیے ہیں۔

سنن نسائی:

یہ حدیث کی معتبر کتب صحاح ستہ میں سے ہے جو احمد بن شعیب النسائی کی تصنیف ہے اسے سنن الصغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کتاب میں خواتین سے متعلق احادیث مختلف ابواب میں روایت کی ہے جس کو قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مصدر کے طور پر اپنی تفسیر میں استعمال کیا ہے۔

تفسیر بیضاوی:

تفسیر کا پورا نام تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل ہے مصنف کا پورا نام قاضی ناصر الدین بن عمر البیضاوی ہے ان کی وفات ۲۸۵ھ میں ہوئی قاضی صاحب نے اس سے بھی اپنی تفسیر میں بھی مدد لی ہے۔

تاریخ طبری:

ابو جعفر بن جریر طبری (متوفی) ۳۱۰ھ بڑے مفسر کے ساتھ بہت بڑے مورخ بھی تھے۔ ان کی مشہور کتاب تاریخ طبری ہے تاریخ طبری کی خصوصیت یہ ہے:

> "اس میں حضور ﷺ اور خلفاء راشدین کے حالات ایسے مواد پر مشتمل ہے جو براہ راست قدیم ترین ماخذ سے حاصل کیا گیا ہے اس لئے طبری کے بعد کے مورخین مثلاً قاضی صاحبؒ، ابن کثیرؒ، ابن خلدون وغیرہ نے اسی کتاب کو اپنی تصنیف کا ماخذ بنایا ہے۔"[16]

حوالہ جات:

۱۔ محمد نعیم اللہ، بہرائچی، مترجم، محمد الطاف: "معمولات مظہریہ"، ص۱۵، کانپور، انڈیا، ۱۸۶۷۔

۲۔ عارف، ڈاکٹر، محمود الحسن: "تذکرہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی:"، ص۵۳، جالندھری پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۵۔

۳۔ ایضا: ص:۳۵۹۔

۴۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن"، ج۲، ص۸۷، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۵۔ زبید احمد، ڈاکٹر: "زاد الرشید فی فوائد التفسیر:"، ص:۲۴۷، مکتبہ رشیدیہ، ملتان، ۱۹۹۱۔

۶۔ دہلوی، حضرت شاہ غلام علی: "مقامات مظہریہ"، ص۲۹۰، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۹۰۔

۷۔ تھانوی، اشرف علی: "تفسیر بیان القرآن"، ج:۱، ص:۲۳، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، ۱۹۲۳۔

۸۔ سہارنپوری، خلیل احمد، مولانا: "بذل المجهود فی حل ابی داود"، ج۱، ص۴۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن۔

۹۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن"، ج۲، ص۸۷، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ کاندھلوی، مولانا محمد مالک: "التحریر فی اصول التفسیر"، ص:۲۳۶، کراچی، ۱۹۶۰۔

cc BY

۱۱۔ عاصم نعیم، ڈاکٹر: ''پاکستان کا اردو تفسیری ادب (رجحانات و اثرات)''، ص:۲۴۹، جامعہ پنجاب ۲۰۱۹۔

۱۲۔ محمد نعیم اللہ، بہرائچی، مترجم، محمد الطاف: ''معمولات مظہریہ''، ص ۱۹۰، کانپور، انڈیا، ۱۸۶۷۔

۱۳۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، س م، ص: ۵۷۔

۱۴۔ قاضی ثناء اللہ، پانی پتی: "تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی"، ۱۴۱۲ھ، ج: ۱، ص: ۱۰۔

۱۵۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن''، ج ۲، ص ۱۳۶، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۱۶۔ طبری، محمد بن جریر: '' تاریخ طبری''، ص ۶۷، علم و عرفان، لاہور، سن ندارد۔

cc BY